عرب جمہوریہ مصر
وزارت اوقاف

29 ذی الحجہ 1440ھ
30 اگست 2019ء

ماضی وحال کے تناظر میں ہجرت کا مفہوم

جب مکہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ظلم وستم کی انتہا ہو گئی تو نبی کریم ﷺ نے بعثت کے پانچویں سال انہیں حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا : " حبشہ کی سرزمین پر ایک بادشاہ ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا، پس تم اس کے ملک میں چلے جاؤ یہاں تک کہ اللہ کریم تمہارے لئے آسانی پیدا کر دے اور موجودہ صورتحال سے تمہارے لئے کوئی راہ نکال دے، تب بعض صحابہ ہجرت کر کے حبشہ کی سرزمین پر پہنچے، اور وہاں انہوں نے بہترین گھر اور بہترین پناہ میں قیام کیا، اپنے دین کے معاملہ میں انہیں مکمل امن نصیب ہوا اور انہوں نے بغیر کسی خوف کے اپنے رب کی عبادت کی یہاں تک کہ انہیں خبر پہنچی کہ اہلِ مکہ نے اسلام قبول کر لیا ہے تو انہوں نے واپس لوٹنے کا فیصلہ کیا اور ان میں اکثر واپس چلے آئے لیکن جب وہ افواہیں جھوٹی نکلیں اور انہوں ایک مرتبہ پھر ظلم وستم کا سامنا کرنا پڑا تو نبی کریم ﷺ نے انہیں دوسری مرتبہ حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کی اجازت دے دی اور اس دفعہ ہجرت کرنے والوں کے سرپرست سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے ".

جب قریش مکہ کو علم ہوا کہ صحابہ اس عادل بادشاہ کی پناہ میں امن وامان اور عزت کے ساتھ رہ رہے ہیں تو انہوں نے انہیں پھر واپس لانے کا فیصلہ کیا اور اپنے قاصد نجاشی کے پاس بھیجے جنہوں نے نجاشی کے پاس جا کر اس سے مطالبہ کیا کہ وہ ان لوگوں کو ان کے حوالے کر دے تو نجاشی نے کہا : اللہ کی قسم ایسا نہیں ہو گا یوں میں ان لوگوں کو ان کے حوالے نہیں کروں گا جنہوں نے میرے ملک میں پناہ لی ہے، دوسرے بادشاہوں کو چھوڑ کر میری پنا ہ کو پسند کیا ہے جب تک میں ان کو بلا کر ان کی بات نہ سنو ۔ جب مسلمان نجاشی کے دربار میں پہنچے تو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قریش کے جھوٹ اور بہتان کا رد کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور کہا : اے بادشاہ : ہم لوگ بتوں کی پوجا کیا کرتے ۔ مردار کھایا کرتے اور بدکاریاں کیا کرتے، رشتہ داروں کے ساتھ قطع تعلقی کرتے، پڑوسیوں کے ساتھ برا سلوک کرتے، ہم میں سے طاقتور، غریب کو کھا جاتا کرتا، ہمارا یہ حال تھا کہ اللہ تعالی نے ہماری طرف ہم میں سے ایک ایسا رسول بھیجا جس کے نسب کو بھی ہم جانتے ہیں، جس کی صداقت، امانت اور عفت سے بھی ہم اچھی طرح آگاہ ہیں اس نے ہمیں اللہ تعالی پر ایمان لانے کی دعوت دی کہ ہم اس کو وحدہ لاشریک مانیں، اور اسی کی عبادت کریں اور وہ بت اور پتھر جن کی پوجا ہم اور ہمارے آباء واجداد کیا کرتے تھے ان کی بندگی کا طوق اپنی گردن سے اتار پھینکیں ۔ اس نے ہمیں حکم دیا کہ ہم سچ بولیں ۔ امانت میں خیانت نہ کریں، صلہ رحمی کریں، ہمسایوں کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آئیں، برے کاموں اور خون

ریزیوں سے باز رہیں، اس نے ہمیں فسق وفجور، جھوٹ بولنے، یتیموں کا مال کھانے، اور پاک دامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانے سے منع کیا، اور ہمیں حکم دیا کہ ہم صرف اللہ تعالی کی عبادت کریں، کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہ بنائیں اور نیز اس نے ہمیں نماز پڑھنے، روزہ رکھنے اور زکوۃ ادا کرنے کا حکم دیا ۔ جعفر رضی اللہ عنہ نے اسلام کی تعلیمات کو گن گن کر بیان کیا پھر کہا : چنانچہ ہم نے اس رسولِ مکرم کی تصدیق کی، ہم اس پر ایمان لے آئے اور اللہ تعالی کے جو احکامات وہ لے کر ہمارے پاس آئے تھے ہم نے ان کی پیروی کی، ہم نے صرف اللہ وحدہ کی عبادت کی، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنایا، جن چیزوں کو اس نے ہمارے لئے حرام کیا ہم نے انہیں حرام سمجھا، جن کو اس نے حلال کیا ان کو ہم نے حلال سمجھا، جس کی وجہ سے ہماری قوم نے ہم پر زیادتیاں کیں، ہمیں طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں اور ہمیں اپنے دین سے روگردانی کرنے کے لئے فتنوں میں مبتلا کیا تاکہ وہ ہمیں اللہ کی عبادت چھوڑ کر بتوں کی پوجا کی طرف واپس لوٹا دیں اور جن ناپاک چیزوں کو ہم پہلے حلال سمجھتے تھے ان کو پھر حلال سمجھنے لگیں، جب انہوں نے ہم پر جبر وقہر اور ظلم وستم کی انتہا کر دی اور ہم پر جینا حرام کر دیا اور ہمارے درمیان اور ہمارے دین کے درمیان رکاوٹ بن گئے تو ہم اپنا ملک چھوڑ کر آپ کے ملک میں آ گئے، دوسرے بادشاہوں کو چھوڑ کر ہم نے آپ کو پسند کیا اور آپ کی پناہ کو ترجیح دی، اے بادشاہ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کے ہاں ہم پر ظلم نہیں کیا جائے گا ۔

نجاشی نے کہا : کہ جو کتاب اللہ کی طرف سے آپ کے نبی پر نازل ہوئی ہے کیا اس کا کچھ حصہ تمہیں یاد ہے حضرت جعفر نے کہا ہاں مجھے یاد ہے نجاشی نے کہا مجھے پڑھ کر سناؤ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورتِ مریم کی ابتدائی آیتوں کی تلاوت شروع کی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نجاشی اس قدر رویا کہ اس کی داڑھی بھیگ گئی اور اس تلاوت کو سن کر عیسائی علما بھی روئے اور پھر نجاشی نے کہا : بخدا یہ کلام اور وہ کلام جو عیسی علیہ السلام لے کر آئے تھے یہ ایک ہی شمع کی شعاعیں ہیں، پھر نجاشی نے ان دونوں قاصدوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا : آپ یہاں سے چلے جائیں، میں ان لوگوں کو کبھی آپ کے حوالے نہیں کروں گا ۔

جو شخص بصیرت کی نگاہ سے حبشہ کی طرف دونوں ہجرتوں میں غور وفکر کرتا ہے وہ اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ پہلے مسلمانوں کی ہجرت دیارِ کفر سے دیارِ اسلام کی طرف ہجرت نہیں تھی، کیونکہ اصول یہ ہے کہ ملک کا دفاع کیا جائے اور اسے کسی ظالم وسرکش کے ذمہ کرم پر نہ چھوڑ دیا جائے بلکہ وہ دارِ خوف سے دارِ امن کی طرف ہجرت تھی، کیونکہ اس وقت تک نجاشی نے اسلام قبول نہیں کیا تھا، لیکن وہ ایک عادل حاکم تھا جس کی پناہ میں لوگ اپنے دین، جان، اور مال کو محفوظ پاتے ہیں، اس لئے کہا گیا ہے کہ : اللہ عدل کرنے والے ملک کی مدد کرتا ہے چاہے وہ کافر ملک ہی ہو، اور ظلم کرنے والے ملک کو بےیار

ومددگار چھوڑ دیا جاتا ہے چاہے مسلمان ملک ہی کیوں نہ ہو ۔ کفر کے ساتھ تو ملک قائم رہ سکتا ہے مگر ظلم کے ساتھ ملک قائم نہیں رہ سکتا، ظلم کرنے والے ملک کو داوم نصیب نہیں ہو سکتا چاہے اس کا حکمران مسلمان ہی کیوں نہ ہو، نبی کریم ﷺ نے عادل حاکم کو بلند مقام ومرتبہ عطا فرمایا ہے وہ قیامت کے دن ان لوگوں میں سرِفہرست ہو گا جن کو اللہ کریم اس دن اپنے عرش کا سایہ نصیب فرمائے گا جس دن اس کے سایہ رحمت کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا ۔ حاکم کے عدل سے سارا معاشرہ سدھر جاتا ہے اور اس کے ظلم سے سارا معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے ۔

جب اللہ تعالی نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالی کی نصرت وتایید کے ساتھ ہجرت کے لئے نکلے کیونکہ وہ ہجرت ریاست کی بنیاد رکھنے، بھائی چارے، مل جل کر پُرامن طریقے سے رہنے اور اتحاد واتفاق کی فضا قائم کرنے کے لئے ایک مثبت تبدیلی تھی تاکہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام سارے جہانوں کے لئے اپنے رب کے پیغام کو لوگوں تک پہنچا سکیں، اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے : **{إِلاَّ تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُواْ ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لاَ تَحْزَنْ إِنَّ اللّهَ مَعَنَا فَأَنزَلَ اللّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُواْ السُّفْلَى وَكَلِمَةُ اللّهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ}**

" اگر تم ان (نبی ﷺ) کی مدد نہ کرو تو اللہ ہی نے ان کی مدد کی اس وقت جبکہ انہیں کافروں نے (دیس سے) نکال دیاتھا، دو میں سے دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے، پس باری تعالی نے اپنی طرف سے تسکین اس پر نازل فرما کر ان لشکروں سے اس کی مدد کی جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں، اس نے کافروں کی بات پست کر دی اور بلند و عزیز تو اللہ کا کلمہ ہی ہے، اللہ غالب ہے حکمت والا ہے " ۔

ہجرت کے آٹھویں سال اللہ تعالی کی توفیق سے مکہ فتح ہوتا ہے، لوگ گروہ در گروہ دین میں داخل ہونے لگتے ہیں اور ہجرت کا لفظ اپنے محدود معنی سے نکل کر ایک وسیع معنی کی شکل اختیار کر جاتا ہے جس کی کوئی حد نہیں ہے اور وہ زندگی کے تمام پہلوؤں کو شامل ہوتا ہے، فتح مکہ کے بعد ایک جگہ سے دوسری جگہ ہجرت کرنا ختم ہو جاتا ہے کیونکہ دوسری جگہ نقل مکانی کرنا کمزوری کے وقت مطلوب تھا، ارشاد خداوندی ہے : **{إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا}** " جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں، تم کس حال میں تھے ؟ یہ جوات دیتے ہیں کہ ہم اپنی جگہ کمزور اور مغلوب تھے ۔ فرشتے

کہتے ہیں کیا اللہ تعالی کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم ہجرت کر جاتے ؟ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ پہنچنے کی بری جگہ ہے".

فتح مکہ کے بعد ہجرت کا حکم تبدیل ہو گیا کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمایا : " فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہے، لیکن جہاد اور نیت (باقی) ہے " .

جب صفوان بن امیہ نے اسلام قبول کیا تو وہ مکہ کے بلائی حصہ میں رہتے تھے انہیں کہا گیا کہ : اس شخص کا دین نہیں ہے جس نے ہجرت نہ کی ہو، انہوں نے کہا میں اپنے گھر نہیں جاؤں گا جب تک میں مدینہ نہ پہنچ جاؤ، پس وہ مدینہ منورہ آئے اور سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ کے ہاں قیام کیا، پھر نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا : " اے ابا وھب کس کام کے لئے آئے ہو ؟ " انہوں نے عرض کی کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ : اس شخص کا دین نہیں ہے جس نے ہجرت نہ کی ہو، آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا : اے اباوھب مکہ کی کشادہ وادیوں کی طرف واپس لوٹ جاؤ اور اپنے دین اسلام پر قائم رہو، ہجرت ختم ہو گئی ہے لیکن جہاد اور نیت (باقی) ہے " .

نبی کریم ﷺ نے فرمایا : " پکا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو اللہ کی منع کردہ چیزوں کو ترک کردے " .

جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف مکانی ہجرت کا سلسلہ فتح مکہ کے ساتھ ہی ختم ہو گیا تو ہجرت کے تمام اعلی معانی باقی ہیں اور ان سے متصف ہونا ہم سب پر واجب ہے، نبی کریم ﷺ نے اصول بیان کر دیا کہ حقیقی ہجرت ہمیشہ بہتر اور افضل چیز کی طرف مثبت تبدیلی ہے جیساکہ بےروزگاری اور سستی وکاہلی سے نکل کر محنت وکوشش کرنا اور کام کو سنجیدگی سے سرانجام دینا، ذاتی ترجیح، انانیت، جاہلانہ عصبیت کو ترک کر کے ایثار وقربانی، سچے انسانی بھائی چارے فروغ دینا، عقیدہ اختیار کرنے میں انسان کے حق، اور اس کی آزادی پر ایمان رکھنا، پڑوس سے اچھے تعلقات رکھنا، افراد کی ایمانی، علمی، فکری، اخلاقی اور معاشرتی لحاظ سے افراد تیار کرنے کے لئے کوشش کرنا، جو ملکوں اور تہذیبوں کی تعمیر وترقی کا باعث بنیں، ساری انسانیت کی بھلائی کا سبب بنیں اور ایک انسان کی طرح انسان کی عزت وآبرو کی حفاظت کریں ۔

حقیقی ہجرت کا صحیح مفہوم اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ جو ہجرت مرورِ زمانہ کے ساتھ ختم نہیں ہو گی اس سے مراد جہالت کو ترک کر کے علم کا راستہ اختیار کرنا، گمراہی کو چھوڑ کر ہدایت کی راہ پر آنا، برے اخلاق کو ترک کر کے اچھے اخلاق کو اپنانا اور فساد کو ترک کر اپنی اور دوسری کی اصلاح کے راستے کو اختیار کرنا ہے جو تہذیب کی تعمیر وترقی اور اس کائنات کو آباد کرنے میں کردار کرتا ہے کیونکہ ہمارا دین ساری کائنات کی تعمیر وترقی کادین ہے ۔ ارشاد خداوندی ہے : **{هُوَ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ**

وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا} " اسی نے تمہیں زمین سے پیدا کیا ہے اور اسی نے اس زمین میں تمہیں بسایا ہے " ۔

ہر وہ مسلمان جو اپنے دین سے محبت اور اس پر فخر کرتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ اپنے دین کی سربلندی اور اپنے وطن کی عزت وناموس کی خاطر کام کرے اور ہر قسم کی لغزشوں اور انتہا پسندی سے دور رہے جیساکہ باطل جھنڈوں تلے جھوٹے جہاد کے نام پر دہشت گرد جماعتوں میں شمولیت اختیار کرنا، یا غیر شرعی ہجرت کرنا جو ہلاکت یا ذلت ورسوائی کا سبب بنتی ہے اور قانونی اور شرعی طور پر جرم اور گناہ ہے کیونکہ کے ملکوں کا تقدس بھی گھروں کے تقدس کی طرح ہے، جس طرح کسی کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر داخل ہونا جائز نہیں ہے اسی طرح شرعی اور قانونی ذرائع کے بغیر کسی ملک میں داخل ہونا بھی جائز نہیں ہے، جس طرح ایک شخص اپنے ملک میں دوسرے آدمی کے غیر شرعی وقانونی طریقے سے داخل ہونے کو نا پسند کرتا ہے اسی طرح اسے بھی چاہیے کہ وہ دوسرے ملک کے حق میں ایسا نہ کرے ۔

برادرانِ اسلام !

میں اس خوبصورت مناسبت پر اس بات کو ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ محرم الحرام کا مہینہ حرمت والے مہینوں میں ایک مہینہ ہے اس مہینہ میں کثرت سے روزے رکھنا مستحب ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا : " فرض نماز کے بعد افضل ترین نماز رات کے آخری تہائی حصہ میں ادا کی جانے والی نماز، اور ماہِ رمضان کے بعد افضل ترین روزے ماہ محرم الحرام کے روزے ہیں "، اور بالخصوص یومِ عاشورا کا روزہ رکھنا مستحب ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : " میں اللہ تعالی سے امید رکھتا ہوں کہ یوم عاشورا کا روزہ سابقہ سال کا کفارہ ہو گا "، اور جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے یہود کو یومِ عاشورا کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا، آپ نے فرمایا : یہ کیا ہے ؟ انہوں نے کہا : یہ ایک اچھا دن ہے، اس دن اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات دی تھی تب موسی علیہ السلام نے اس دن کا روزہ رکھا، آپ نے فرمایا : ہم تم سے زیادہ موسی کے حقدار ہیں، آپ نے خود بھی اس دن روزہ رکھا اور اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا، ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے اس دن روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا تو صحابہ نے عرض کی : اے اللہ کے رسول، یہود ونصاری اس دن کی تعظیم کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا : ان شاء اللہ آئندہ سال ہم نویں محرم کا بھی روزہ رکھیں

گے، دس محرم کا روزہ رکھنا سنت ہے لیکن نو اور دس محرم کا روزہ رکھنا مکمل سنت ہے ۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ایسے کاموں کی توفیق عطا فرمائے جو اس کی محبت اور خوشنودی کا سبب بنیں اور وہ اس نئے ہجری سال کو اور تمام مسلم ممالک کے لئے فتح ونصرت اور خیر وبرکت کا سال بنائے، آمین ۔